Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 117-135

فقہ المعاملات میں علامہ جصاص کا منہج استدلال: احکام القرآن کا اختصاصی مطالعہ

AllamaJaṣṣāṣ's method of juristic reasoning regarding Affairs : Specific research study of AḥkāmAlQurān

Dr. FarihaAnjum,
Lecturer, Department of Islamic studies
Lahore College for Women University, Lahore.
Co-author: **Dr. M. Saad Siddiqui,**
Ex-Director, Institute of Islamic Studies, Punjab University.

KEYWORDS

Juristicreasoning in Affairs, Methodology, 'AllāmaJaṣṣāṣ, Aḥkām Al-Qurān

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

'AllāmaabūBakar Al-rāzī Al-jaṣṣāṣ is the translator of TafseerAḥkāmAl-Qurān.It was written in the 4th century of Hijra.The current article presents the specific research study conducted on the method Jaṣṣāṣ of in juristic interpretations of Quranic verses regarding affairs. 'AllāmahJaṣṣāṣ has stated all the rules of affairs and its branches in his tafsīr. The most notable feature of his approach is the interpretation of Quran by Quran and hadīth. All sources of exegises are provided in his scripture.'AllāmahJaṣṣāṣ 's expertsin is mainly in the juristic interpretations of Quranic verses, so he used all the sources and rules of Islamic jurisprudence such as Khāṣ o 'ām, nāsikh o mansūkh, Qiās, Ijmā'ect. to elaborate the comprehension of verses.we find 'AllāmahJaṣṣāṣ's style of reasoning distinguished from other scholars of shariah and trustworthy.All this makeJaṣṣāṣ 's work colossal and a beacon for the future.

تمہید

ملت اسلامیہ کی عظیم شخصیات میں سے ایک نمایاں عالم، جید فقیہ، نامور مفسر قاضی ابو بکر الجصاص ہیں جنہوں نے اپنے مختصر عرصۂ حیات میں دن رات محنت سے کام کیا اور ایک صدی کے برابر کام کر دکھایا۔ آپ کا پورا نام احمد بن علی الرازی (۳۰۵ھ م) ہے۔ ابو بکر کنیت اور الجصاص کے لقب سے معروف ہیں۔ آپ فارس کے شہر رے میں پیدا ہوئے، اس نسبت سے آپ کو الرازی بھی کہا جاتا ہے۔[1] ابو بکر الرازی نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز اپنے وطن رے سے کیا جہاں بڑے بڑے ماہرین فن موجود تھے۔ پھر آپ بغداد تشریف لے گئے اور ابوالحسن الکرخی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔[2] ان سے نہ صرف علمی فائدہ اٹھایا بلکہ ان کے طریقۂ تدریس اور فقہی نظریات سے بھی بے حد متاثر ہوئے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے تفسیر احکام القرآن میں امام ابوالحسن الکرخی کے نظریات کو جابجا قلمبند کیا ہے اور کئی مواقع پر ان کے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔ بعد ازاں اپنے شیخ کی وفات کے بعد ان کی مسند درس پر متمکن ہو گئے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی علم کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ آپ ہمہ وقت علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ کے ماہر تھے۔ آپ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھرپور جدوجہد کی اور اپنی حیات مستعار میں متعدد کتب لکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مصنّفین نے آپ کو صاحب التصنیف کا لقب دیا ہے۔ آپ کی سب سے نمایاں اور شہرہ آفاق تصنیف تفسیر احکام القرآن ہے جس سے آپ کے فقہی رتبہ و بصیرت، علماء مذاہب سے واقفیت اور فن تفسیر کا پتہ چلتا ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام جصاص احادیث کی تحقیق و توضیح، اس کے علل کی معرفت اور فن اسماء الرجال میں کمال کے لحاظ سے بڑے بڑے محدثین کے ہم رتبہ ہیں۔ امام نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں انہی تینوں علوم کی مہارت کے جوہر دکھائے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں جہاں لوگ بہت سی دیگر گمراہیوں اور ضلالتوں کا شکار تھے وہیں ان میں معاملات کا بگاڑ بھی پایا جاتا تھا۔ اس میں مشرکین عرب اور اہل کتاب دونوں کے ہی طرز عمل شامل تھے۔

انہوں نے حلال و حرام کے غلط معیار قائم کر لیے تھے۔ سود خوری، شراب نوشی وغیرہ ان کے ہاں بالکل جائز اور درست تھیں۔ کھیتی و مویشیوں جیسی پاکیزہ چیزیں انہوں نے مختلف طرز عمل سے اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔ لین دین اور تجارت کے معاملات بھی بگاڑ کا شکار تھے۔ کوئی اصول و ضابطہ مقرر نہ تھا اور معاشرہ کا ہر فرد استحصال کا نشانہ تھا۔ اسلام نے ان ظلمتوں اور گمراہیوں کا خاتمہ کیا اور ان کی بے راہ روی کی اصلاح کی۔ باقاعدہ اصول و ضوابط وضع کر کے عدل و انصاف پر مبنی منہج قائم کیا تاکہ امت گمراہی اور انحراف کی راہ اختیار نہ کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کے تحت زندگی بسر کرے۔ قرآن کریم کے ذریعے نبیؐ کے واسطے سے تمام مومنین تک معاملات کے احکام پہنچا دیئے گئے تاکہ دین اسلام کے کمال درجے کی خوبیوں سے ہر فرد مستفید ہو۔ بیع و شراء کے قوانین، سود خوری کی مذمت، وصیت و وراثت کے معاملات، قرض و لین دین و رہن کے احکام اور دیگر مسائل جیسے مکاتبت وغیرہ سے متعلق ضوابط پر آیات قرآنیہ نازل کیں تاکہ مومنین کی زندگی کا طریقہ سہل ہو سکے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر ایک کامیاب زندگی گزاریں۔

فقہ المعاملات میں علامہ جصاص کا منہج

اسلام نے ہر شخص کے حقوق و فرائض سے متعلق کچھ اصول بیان فرمادیئے ہیں، مثلاً ہر شخص کا یہ حق ہے کہ اس سے عدل و انصاف ہو چنانچہ لین دین کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾[3] اس طرح حقوق و فرائض کی تعیین کرکے انسان کو ایسے نقصانات و مفاسد سے بچایا ہے جن سے بچنا انسان کے لیے ممکن نہ تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی آگاہ کر دیا کہ جو شخص ان حدود سے تجاوز کرے گا وہ ظالم ہے، مجرم ہے۔ علامہ جصاص نے ایسی ہی آیات قرآنیہ سے احکام اخذ کرکے اپنی تفسیر اَحکام القرآن میں بیان کیا ہے تاکہ پوری شرح و بسط سے عامۃ الناس کے سامنے وہ مسائل پیش کر دیئے جائیں جس پر وہ اللہ کے ہاں مجرم و ظالم کہلانے سے بچ سکیں۔ علامہ جصاص نے معاملات (بیع و شراء، وصیت و وراثت، سود خوری، قرض، رہن، مکاتبت، شہادت، قصاص، کلالہ) کے تمام احکام اس کی تمام فروعات کے ساتھ اَحکام القرآن میں بیان کیے ہیں۔

آیات قرآنیہ سے استدلال و استنباط احکام

علامہ جصاص نے آیات معاملات میں جو انداز اختیار کیا ہے اس میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ وہ آیات قرآنیہ کی تفسیر سب سے پہلے خود آیات قرآنیہ سے ہی کرتے ہیں جو کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلا ماخذ ہے۔ مثال کے طور پر علامہ جصاص آیت کریمہ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾[4] میں علامہ جصاص فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ قتال کو واجب کر دیا اور جزیہ کی ادائیگی کو رفع قتال کی غایت مقرر کر دیا۔ اس لیے حرف "حتی" غایت کے معنی ادا کرتا ہے اور یہاس لفظ کے حقیقی معنی ہیں۔ اس معنی کے لیے بھی بطور استشہاد آیت کریمہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾[5] پیش کرتے ہیں جس میں حیض کے انقطاع ہونے اور طہر کا وجود میں آنے تک ان (بیویوں) سے قربت کی اباحت پر پابندی لگادی گئی۔[6]

قول باری تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾[7] کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس عموم میں ناجائز طریقے سے دوسروں کے مال کھانے نیز اپنا مال کھانے، دونوں کی نہی شامل ہے۔ اس لیے کہ قول باری ﴿ اَمْوَالَكُمْ ﴾ کا اطلاق غیر کے مال نیز اپنے مال دونوں پر ہوتا ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾[8] یہ آیت اپنے آپ کو قتل کرنے نیز کسی اور کو قتل کرنے، دونوں سے روک رہی ہے۔ اسی طرح درج بالا فرمان ﴿ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾ میں ہر شخص کو ناجائز طریقے سے اپنے مال کھانے نیز کسی اور کا مال کھانے سے روکا گیا ہے۔[9] علامہ ابو بکر جصاص آیات قرآنیہ سے استدلال کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں کوئی حکم مستنبط ہوتا ہے، اسے بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً آیت قرآنیہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾[10] سے احکام کا استنباط اس انداز سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تمام سودی رقمیں باطل کر دیں جو ابھی قبضے میں نہیں آئی تھیں۔ اگرچہ تحریم کے نزول سے قبل یہ سودی سودے پکے ہو چکے تھے لیکن ان سودوں کے فسخ کا حکم دیا جن کی قبضے میں آچکی تھیں۔ اگر قبضے کے بعد تحریم کو واجب کرنے کی صورت پیدا ہو جائے تو وہ بیع کو فسخ نہیں کرے گی۔ اس سے متعلق دیگر احکام اخذ کرتے ہیں۔

"اس اصول سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر کسی شخص نے کوئی غلام خریدا ہو اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ غلام قتل ہو جائے تو اس سے بیع باطل نہیں ہو گی بلکہ باقی رہے گی اور خریدار غلام کی قیمت کے لیے قاتل کا پیچھا کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقد پر کوئی ایسی حالت طاری نہیں ہوئی جو اس کی تحریم کا موجب ہو۔[11] اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ○﴾[12] کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ صاحب ﴿فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ کی وضاحت اس طرح سے کرتے ہیں کہ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے معصیت کی بڑائی اور سنگینی کی اطلاع ہے اور یہ کہ ایسی معصیت کا مرتکب اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے خلاف اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ کر دیا جائے اگرچہ وہ کافر تو نہ ہو لیکن امام المسلمین کا باغی اور اطاعت نہ قبول کرنے والا ہو۔ اگر کوئی شخص سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے اور قوت پکڑ لے تو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا جائے یہاں تک کہ وہ سرکشی سے باز آجائیں۔ اس سے ابو بکر جصاص مزید یہ حکم مستنبط کرتے ہیں:

> "یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو مسلمانوں کے کسی علاقے پر زبردستی تسلط جما کر ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیں اور لوگوں سے ان کا مال چھیننا اور ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیں۔ تمام مسلمانوں پر ان کے خلاف جنگ کرنا اور انہیں تہ تیغ کرنا واجب ہے اگر یہ سرکشی اور بغاوت پر کمربستہ ہوں۔ ان لوگوں کا جرم سود خوروں کے جرم سے بڑھ کر ہے اس لیے کہ ایسے لوگ بغاوت و سرکشی سے نہی کی حرمت اور مسلمانوں کی جان و مال کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ایسے لوگ مسلمانوں سے جبر اور دباؤ کے تحت ٹیکس وصول کرتے ہیں جس میں نہ تو کسی تاویل اور نہ ہی کسی شبہ کی گنجائش ہوتی ہے اس لیے جن مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ظلم و ستم اور لوٹ کھسوٹ کی اطلاع ملے ان کے لیے ان لوگوں کو جس طرح بھی ہو سکے، قتل کرنا جائز ہے"۔[13]

احادیث مبارکہ سے وضاحت

علامہ جصاص آیات قرآنیہ کی تفسیر میں جہاں کہیں ضرورت پیش آئے تو احادیث مبارکہ بھی استشہاد کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ○﴾[14] اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں ایسے لوگوں سے جزیہ لینے کا حکم دیا گیا ہے جن کے ساتھ قتال ان کے کفر پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے واجب ہے، اگر وہ جزیہ ادا نہ کریں۔ لیکن اگر ایسا شخص مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال واجب نہ ہو گا۔ حدیث نبویؐ ((**ليس على مسلم جزية**))[15] اس سے استشہاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے جزیہ نہ لیا جائے۔[16] اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ○﴾[17] میں علامہ جصاص اس مسئلے پر بحث کرتے ہیں کہ مزدور کی مزدوری پہلے سے طے کر لی جائے۔ اس سلسلے میں احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے: **من استاجر أجيراً فليعلمه أجره**[18] ایک اور ارشاد رسولؐ ہے: **لان ياخذ احدكم حبلاً فيحتطب خير له من أن يسأل الناس أعطوه أو منعوه**[19] گویا اس آیت میں تجارت کی مختلف صورتوں پر بحث کرتے ہوئے تفصیل احادیث مبارکہ سے دی ہے۔[20]

صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کے عمل سے استشہاد

علامہ جصاص آیات قرآنیہ کی تفسیر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے عمل سے بھی کرتے ہیں۔ مثلاً قول باری تعالیٰ ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾[21] کی تفسیر میں علامہ جصاص حضرت علیؓ کے عمل سے وضاحت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے پاس کوئی شخص اپنے مقروض کو لے کر آتا تو آپؓ اس سے کہتے کہ اس شخص کے پاس مال کی موجودگی کا ثبوت پیش کرو تاکہ میں اسے قید میں ڈال دوں۔ اگر وہ شخص اس کے جواب میں کہتا کہ ثبوت تو پیش نہیں کر سکتا بلکہ میں اس کا پیچھا کر سکتا ہوں۔ اس پر حضرت علیؓ کہتے میں تمھیں اس کا پیچھا کرنے سے نہیں روکتا۔[22] مزید علامہ جصاص آیت قرآنیہ ﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً﴾[23] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لفظ کلالہ کی وضاحت صحابہ کرامؓ کے اقوال سے بہت عمدہ انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ علامہ صاحب کے مطابق لفظ کلالہ نفس میت کو بھی کہتے ہیں اور اس کے بعض ورثاء کو بھی کلالہ کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن قول باری تعالیٰ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ یہاں کلالہ میت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس حوالے سے حضرت عمرؓ کا فرمان قلمبند کرتے ہیں: "حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایک زمانہ گزر گیا اور میں کلالہ کے معنی سے بے خبر رہا دراصل کلالہ وہ وارث ہے جو ولد اور والد کے علاوہ ہو"۔[24] حضرت ابو بکر صدیقؓ اس بارے میں رقمطراز ہیں کہ کلالہ وہ وارث ہے جو ولد اور والد کے علاوہ ہو۔[25] حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھوں حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے تو اس دوران یعنی موت کے قریب فرمایا کہ میرے خیال میں کلالہ وہ شخص ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ ہی والدین ہوں لیکن مجھے اللہ سے اس بات پر شرم آتی ہے کہ میں اس بارے میں ابو بکرؓ سے اختلاف کروں۔ اس لیے کہتا ہوں کہ کلالہ وہ وارث ہے جو ولد اور والد کے بغیر ہو۔[26] اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے کلالہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: **من لا ولد لهٗ ولا والد**"[27] علامہ جصاص کے مطابق ظاہر آیت اور صحابہ کرامؓ کے اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خود میت کو کلالہ کہا جاتا ہے۔[28]

اصول فقہ: تفسیر اَحکام القرآن ایک فقہی تفسیر ہے۔ لہٰذا علامہ جصاص نے اپنی تفسیر میں فقہ و اصول فقہ کی روشنی میں آیات مبارکہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ ان کی تفسیر اَحکام القرآن کا خاصہ و امتیاز آیات مبارکہ کی تفسیر میں اصول فقہ کا استعمال ہے۔ علامہ جصاص نے اپنی تفسیر کا مقدمہ ہی اپنی اصول پر مشتمل کتاب "الفصول فی الاصول" کو قرار دیا ہے اور اسی کی روشنی میں کافی و شافی بحث کرتے ہیں۔

قیاس سے استدلال

علامہ جصاص قیاس کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آیت کریمہ کی تفسیر میں اس کو بھی استعمال کرتے ہیں: آیت کریمہ ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[29] کی تفسیر کرتے

ہوئے مکاتبت پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔ اس ضمن میں اس بات کی وضاحت کہ مکاتب کو آزادی کب ملے گی، آئمہ سلف و فقہاء کی آراء کی روشنی میں کرتے ہیں۔ حدیث مبارک **المکاتب عبد مابقی علیه من مکاتبته درہم**[30] کے مطابق مکتب پر جب تک ادائیگی بر قرار ہے اس وقت تک اسے آزادی نہیں ملے گی۔ اس پر روشنی علامہ جصاص قیاس کے ذریعے سے بھی ڈالتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قیاس اور جہت کی نظر سے بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ آزادی کے لیے جب ادائیگی کی شرط تھی تو پھر پوری ادائیگی کے بعد ہی اسے آزادی ملنی چاہیے۔ جس طرح اگر کسی غلام کی آزادی کو کسی شرط پر معلق کر دیا جائے تو مکمل طور پر شرط کے وجود پر ہی اسے آزادی مل سکے گی جس طرح کسی شخص نے غلام سے یہ کہا کہ اگر میں فلاں فلاں اشخاص سے گفتگو کر لوں تو تُو آزاد ہے۔ اس صورت میں جب تک وہ دونوں اشخاص سے بات نہ کر لے اس وقت تک غلام کو آزادی نہیں ملے گی۔[31]

ناسخ و منسوخ

ماہرین لغت نسخ کے معنی کسی شے کو باطل قرار دینے اور کسی دوسری چیز کو اس کے مقام پر لانے کو نسخ کہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ ازالہ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں[32] علامہ جصاص کے مطابق بعض حضرات کا قول ہے کہ نسخ ''ازالہ'' کو کہتے ہیں اور کچھ دیگر حضرات نسخ کو ''ابدال'' کا نام دیتے ہیں۔ دلیل آیت مبارکہ ﴿فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ﴾[33] سے لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے زائل اور باطل کرکے اس کی جگہ آیات محکمات نازل کر دیتا ہے۔ ایک قول کے مطابق نسخ ''نقل'' کو کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا اختلاف علامہ کے مطابق اصل لغت میں اس لفظ کے معنی موضوع لہ کے بارے میں ہے۔ لغت میں اس لفظ کے جو بھی معنی ہوں، اطلاق شرع میں اس کے معنی حکم اور تلاوت کی مدت کا بیان ہے۔ نسخ کبھی تلاوت کے اندر ہوتا ہے اور حکم باقی رہتا ہے اور کبھی حکم کے اندر ہوتا ہے اور تلاوت باقی رہتی ہے۔ نسخ کی صرف یہی دو صورتیں ہیں۔[34]

علامہ جصاص نسخ کے وقوع کے قائل ہیں اور اپنی تفسیر میں نسخ کا رد کرنے والوں کا نقطہ نظر اور ان کے دلائل کا مدلل تجزیہ کرتے ہیں۔ ان کے لیے وہ غیر فقیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ نسخ کے جواز و عدم جواز پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور نسخ کے وقوع کے لیے درج بالا آیت سے استدلال کرتے ہیں: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا﴾[35] اس حوالے سے علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے سنت کے ذریعے قرآن کے نسخ کے جواز کے امتناع پر استدلال کیا ہے۔ کہ سنت خواہ جیسی بھی ہو قرآن سے بہتر نہیں ہو سکتی لیکن یہ قول کئی وجوہ سے قائل کے اغفال پر مبنی ہے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ مراد لینا ہی جائز نہیں ہے کہ ناسخ آیت تلاوت اور نظم کے اندر منسوخ شدہ آیت سے بہتر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اعجاز نظم کے اندر ناسخ اور منسوخ دونوں آیتیں یکساں حیثیت کی حامل ہوتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ نسخ کے سلسلے میں نظم قرآنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں سلف کا قول یا تو تخفیف کے معنوں پر محمول ہے یا مصلحت کے معنوں پر اور یہ چیز کبھی سنت کے ذریعے اس طرح عمل میں آتی ہے جس طرح یہ قرآن کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔[36]

مثال کے طور پر آیت قرآنیہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا......﴾[37] کی تفسیر میں آیت کے نسخ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضرت ابو سعید خدریؓ، شعبی اور حسن بصری[38] سے منقول ہے کہ مقررہ مدت کے

لیے ادھار لین دین سے متعلق تحریر اور گواہی اس قول باری تعالیٰ ﴿فَاكْتُبُوْهُ......وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾[39] کی بناء پر واجب تھی۔ پھر یہ وجوب اس قول باری تعالیٰ ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ﴾[40] کے ساتھ منسوخ ہو گیا جبکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے:

"یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ محکم یعنی غیر منسوخ ہے۔"[41]

علامہ ابو بکر جصاص اس کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آیت ﴿فَاكْتُبُوْهُ...... رِّجَالِكُمْ﴾ یا تو اپنے نزول کے وقت سے ہی مقرر مدت کے لیے ادھار یعنی دین پر گواہی اور تحریر دونوں کو واجب کرتی تھی پھر اس کا یہ حکم ثابت اور مستقر رہا یہاں تک کہ ان کے وجوب کا نسخ قول باری ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ﴾ کی صورت میں وارد ہو گیا یا یہ کہ وجوب کا حکم اور اس کا نسخ دونوں کا نزول ایک ساتھ ہو گیا۔ اگر دوسری بات ہو تو اس صورت میں یہ درست نہیں ہو گا کہ تحریر اور گواہی سے ان کا وجوب مراد لیا جائے کیونکہ ایک ہی چیز سے متعلق ناسخ اور منسوخ کا اکٹھے ورود ممتنع ہے اس لیے کہ جب تک ایک حکم استقرار نہ پکڑ لے یعنی لوگوں کو اس پر عمل کا موقع نہ مل جائے اس وقت تک اس کا نسخ جائز نہیں ہوتا۔ اب جبکہ ہمارے پاس ان دونوں آیات میں مندرج حکموں کے نزول کی تاریخ کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو ضروری ہے کہ اس کے اکٹھے نزول کا حکم عائد کر دیا جائے جس سے یہ ثابت ہو کہ کتابت اور شہادت کا حکم مستحب ہے، واجب نہیں۔"[42]

عام و خاص

علامہ جصاص آیات مبارکہ کی تفسیر فقہی اصول عام و خاص سے بھی کرتے ہیں۔ آیت ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾[43] کی وضاحت میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اہل علم کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس آیت کے انداز بیان میں اگرچہ عموم پایا جاتا ہے لیکن اس سے مراد خصوص ہے کیونکہ تمام اہل بیع کی بہت سی صورتوں کی ممانعت پر متفق ہیں مثلاً ایسی چیز کی بیع جو فروخت کنندہ کے قبضے میں ابھی نہ آئی ہو یا ایسی چیز کی بیع جس کا انسان کے پاس وجود ہی نہ ہو یا ایسی بیع جس میں دھوکہ کا پہلو موجود نہ ہو یا نامعلوم اشیاء کی بیع یا شرعی لحاظ سے حرام اشیاء کی بیع وغیرہ۔ آیت کا لفظ بیع ان تمام صورتوں کے جواز کا متقاضی ہے لیکن دوسرے دلائل کی بناء پر ان صورتوں کی تخصیص کر دی گئی ہے۔ جہاں تخصیص کے دلائل موجود نہ ہو آیت کے لفظ کے عموم کے معانی میں لینا مانع نہیں ہے۔[44] اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾[45] کے معنی میں پائے جانے والے اختلافات کو بیان کرتے ہوئے علامہ جصاص اس آیت کا یوں تجزیہ کرتے ہیں کہ چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ سلف میں جن حضرات نے یہ حکم خاص سود پر دیئے گئے قرض سے متعلق بیان کیا ہے، وہ بھی درست ہو کیونکہ سلف سے آیت کی متعدد تفاسیر منقول ہیں چنانچہ رقمطراز ہیں۔ "اس لیے اب یہ ضروری ہے کہ آیت کے حکم کو اس کے عموم پر محمول کیا جائے اور اسے صرف سودی قرضوں تک محدود نہ رکھا جائے سوائے اس صورت کے کہ کوئی دلالت قائم ہو جائے۔ کیونکہ اسے صرف سودی قرضوں تک محدود رکھیں گے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ دلالت کے بغیر ایک عموم کی تخصیص کی جا رہی ہے۔"[46]

نقدرجال

علامہ جصاص حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے اس کے رواۃ کے بھی درجات متعین کرتے ہیں۔ آیت قرآنیہ ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾[47] کے تحت بچوں کی گواہی کی قبولیت یارد پر بحث کرتے ہوئے فقہاء کا اختلاف بیان کرتے ہیں اور حنفی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں کہ بچوں کی گواہی کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے بھی اس کا باطل ہونا ثابت ہے۔ ایک روایت جس میں حضرت علیؓ نے بچوں کی گواہی قبول کی ہے، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے راویوں پر بھی بحث کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی حبیب بن اَبی ثابت کا قول ہے کہ شعبی سے یہ کہا گیا کہ اَیاس بن معاویہ بچوں کی گواہی میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ شعبی نے یہ سن کر کہا کہ مجھے مسروق نے بتایا ہے کہ وہ ایک دن حضرت علیؓ کے پاس تھے۔ آپؓ کے پاس پانچ لڑکے آئے اور کہنے لگے کہ ہم چھ لڑکے پانی میں غوطے لگارہے تھے کہ ایک لڑکا ڈوب گیا۔ تین لڑکوں نے دولڑکوں کے خلاف گواہی دی کہ ان دونوں نے اسے ڈبویا ہے۔ حضرت علیؓ نے ڈوب جانے والے لڑکے کی دیت کے پانچ حصے کیے اور دو لڑکوں کے ذمے تین حصے اور تین لڑکوں کے ذمے دو حصے عائد کردیئے۔[48] اس روایت کے متعلق علامہ جصاص یہ تبصرہ کرتے ہیں: "عبداللہ بن ابی حبیب کی روایتیں اہل علم کے ہاں غیر مقبول ہیں۔"[49] اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اس روایت کی تاویل و تشریح بہت مشکل ہے۔ حضرت علیؓ سے اس قسم کے فیصلے کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ عبداللہ بن ابی ثابت کے بارے میں جب ائمہ جرح وتعدیل کی آراء کا جائزہ لیں تو وہ علامہ جصاص کے اس تبصرہ کے بالکل برعکس ہیں۔ حافظ الذھبی لکھتے ہیں: "**عبدالله بن حبيب بن ابى ثابت وثق**"[50] النسائی فرماتے ہیں: "**ليس به بأس**"[51] ابن معین اور ابوالقاسم الطبرانی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان اور ابن حجر العسقلانی نے بھی انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔[52] الدارقطنی کے الفاظ ہیں **عبدالله وعبيدالله وعبدالسلام بنو حبيب بن أبى ثابت وكلهم ثقات**۔[53] یہ تمام آراء علامہ ابو بکر کی تنقید کو غلط اور بے جا قرار دیتی ہیں۔

عمل قضاۃ

علامہ جصاص اپنے دور میں بلند مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے کہ آپ نے آیات کریمہ میں عمل قضاۃ سے بھی استشہاد کیا ہے اور جہاں کہیں قابل تردید مؤقف لگا، اس پر نقد بھی کیا ہے۔ قاضی شریح جو جصاص کے دور میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے، کے فیصلوں اور آراء کو بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً آیت ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾[54] پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ مقروض قرض دار کا قرض ادا نہ کرنے پر سزا کا مستحق ہوگا۔ اب اس عقوبت کے بارے میں فقہاء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالک کا قول ہے: "دین یعنی قرض میں کسی آزاد کو اور نہ ہی کسی غلام کو قید میں رکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کی حالت کے متعلق چھان بین کی جاسکتی ہے۔ البتہ اگر اس پر یہ الزام ہو کہ اس نے مال چھپار کھا ہے تو پھر اسے قید میں رکھا جائے گا اور اگر کچھ نہ ملے تو چھوڑ دیا جائے گا۔"[55] امام شافعی کا قول ہے: "جب کسی پر دین ثابت ہو جائے تو ظاہری طور پر اس کے پاس جو کچھ ہو اسے فروخت کرکے قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔"[56] حنفی قول کی تائید کرتے ہوئے ابو بکر جصاص فرماتے ہیں۔ "مقروض کو قاضی عدالت میں قرض خواہ کی طرف سے دین کے ثبوت کے ساتھ ہی قید میں ڈال دے گا......

کہ جس چیز کا ثبوت اس کے ذمہ ہو اسے ادا نہ کر کے وہ ظالم بن گیا اور اس کے ذمہ واجب شدہ چیز کی ادائیگی سے باز رہ کر وہ سزا کا مستحق ہو گیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ سزا اس پر باقی رہے یہاں تک کہ اس کی تنگدستی کے باعث سزا کا ٹل جانا ثابت ہو جائے۔"[57]

لہٰذا ابو بکر جصاص تمام قرضوں میں خواہ وہ سودی ہوں یا باقی ماندہ، قرض خواہ کو قید میں رکھنے کی تائید کرتے ہیں جب تک کہ اس پر تنگدستی نہ ثابت ہو جائے۔ اس ضمن میں معروف قاضی القضاۃ، قاضی شریح کا مسلک بیان کرتے ہیں کہ وہ سود پر دیئے ہوئے قرض کے سوا دوسرے تمام قرضوں کے مقدمات میں تنگدست مقروض کو جیل بھیج دیتے تھے۔ ایک تنگدست نے، جسے قاضی صاحب نے بند کر رکھا تھا ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾[58] اس پر قاضی شریح نے جواب دیا کہ یہ بھی فرمانِ الٰہی ہے ﴿اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾[59] اللہ تعالیٰ ہمیں کسی ایسی چیز کے کرنے کا حکم نہیں دیتا جس پر پھر وہ عذاب دے۔[60] علامہ جصاص اپنی اجتہادی بصیرت کی بنیاد پر بعض اوقات قضاۃ کے فیصلوں کو بھی رد کر دیتے تھے مگر عمومی طور پر ان کا رویہ سلف کے فیصلوں میں نرم تھا۔ اگر رد کرتے بھی تو کوئی تاویل تلاش کر کے نہایت مناسب الفاظ میں۔ بلاوجہ تردید ان کے مسلک کا حصہ نہ تھی۔ علامہ قاضی شریح کے دیئے گئے دلائل کے تجزیہ کے بعد آخر میں بیان کرتے ہیں کہ میرے نزدیک قاضی شریح کا یہ رویہ۔ واللہ اعلم۔ اس بناء پر تھا کہ انہیں اعسار کے وجوب کا یقین نہیں تھا اور یہ ممکن تھا کہ تنگدستی کے اظہار کے باوجود وہ ادائیگی پر قدرت رکھتا تھا اس لیے اسے قید کر دیتے۔[61]

مزید قول باری تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾[62] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ جصاص اس فقہی مسئلے پر روشنی ڈالتے ہیں کہ اگر کوئی مکاتب مر جائے اور اتنی رقم چھوڑ جائے جس سے اس کی مکاتبت کی رقم ادا ہو سکتی ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہو گا۔ علامہ لکھتے ہیں کہ اس بارے میں اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا قول ہے کہ اس کی موت کے بعد باقی ماندہ رقم ادا کر دی جائے گی اور اسے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔[63] وہ ائمہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر[64] کے اقوال کے ساتھ ساتھ قضاۃ کے اقوال سے بھی وضاحت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ[65] اور قاضی ابن شبرمہ[66] کا یہ قول ہے کہ اگر کتابت کی رقم ادا کرنے کے بعد مرحوم مکاتب کی چھوڑی ہوئی رقم میں سے کچھ بچ جائے گا تو وہ اس کے ورثاء کو مل جائے گا۔ اگر مکاتب اتنی رقم چھوڑ کر نہ مرے جس سے کتابت کی رقم کی ادائیگی ہو جائے لیکن اس کی اولاد ہو جو اس کی مکاتبت کے دوران پیدا ہوئی ہو تو اس صورت میں اولاد اپنے مرحوم باپ کی باقی ماندہ اقساط ادا کرنے میں کوشاں ہو گی۔[67]

مجتہد فی المذہب

احکام القرآن للجصاص حنفی مذہب کی تائید کرتی تفسیر ہے۔ علامہ جصاص نے اس میں احکام کے استنباط کے لیے حنفی آراء کو اختیار کیا ہے اور اپنا موقف اسی کے مطابق واضح کرتے ہیں۔ مثلاً قول باری تعالیٰ ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا

﴿شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ﴾[68] کی وضاحت میں گواہوں سے متعلق وضاحت کرتے ہیں کہ گواہی کیسے آدمی کی قبول کی جائے۔ سلف اور فقہاء احصار کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص کی سیرت و کردار میں شک و شبہ کی کوئی بات نہیں پائی جاتی تو آیا گواہی دیتے وقت حاکم اس کے متعلق لوگوں سے معلومات حاصل کرے گا یا نہیں؟ اس حوالے سے ابو بکر جصاص، امام ابو حنیفہ کا قول بیان کرتے ہیں:

> "میں گواہوں کے متعلق پوچھ کچھ نہیں کرتا البتہ اگر وہ فریق جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہو گواہوں پر اعتراضات کرے تو پھر میں کھلے بندوں اور خفیہ طور پر گواہوں کے متعلق پوچھ کچھ کروں گا اور کھلے بندوں ان کا تزکیہ کروں گا۔ یعنی ان کی سلاست روی اور پاکبازی کی توثیق کراؤں گا البتہ اگر حدود اور قصاص کے گواہ ہوں گے تو خفیہ طور پر ان کے متعلق لوگوں سے پوچھوں گا اور اعلانیہ ان کا تزکیہ کروں گا۔"[69]

باقی فقہاء وائمہ جن میں امام محمد وامام ابویوسف[70]، امام شافعی[71]، امام مالک[72] شامل ہیں، کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گواہوں کے متعلق چھان بین کی جائے گی۔ بعض نے اعلانیہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اور بعض نے صرف خفیہ طور پر گواہوں کی چھان بین کا حکم لگایا ہے۔

خلاصہ بحث

احکام القرآن میں علامہ جصاص کے منہج کا آیات معاملات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو درج ذیل اسلوب سامنے آتا ہے: علامہ جصاص نے اپنی تفسیر میں سب سے پہلے تفسیر القرآن بالقرآن کا اصول اپنایا ہے۔ آیات کریمہ کے عمومی معنی و مفہوم کی وضاحت ہو یا کسی مسئلہ پر بحث ہو، آیات قرآنیہ سے استنباط و استدلال بخوبی کرتے ہیں۔ تفسیر القرآن بالسنۃ کا اصول اپنائے ہوئے آیات کریمہ کی وضاحت اور مفہوم کی آشنائی و تائید کے لیے احادیث کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ علامہ نے آیات میں دلائل کے لیے دی گئی احادیث کی مکمل طور پر چھان پھٹک بھی کی ہے۔ خواہ وہ خود اپنے موقف کی تائید کے لیے حدیث پیش کر رہے ہوں یا مخالفین کے استدلال کے لیے پیش کردہ حدیث ہو۔ نقد حدیث کی اس کاوش میں علامہ جصاص کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ ان احادیث کی سند اور متن کی بحث کے بعد علامہ جصاص رواۃ کی ثقاہت اور عدم ثقاہت بیان کرتے ہیں۔ قرآن کریم کا تیسرا بڑا اور اہم ماخذ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین ہے۔ علامہ نے اس کا استعمال اپنی تفسیر میں کرتے ہوئے آیات قرآنیہ کی وضاحت میں صحابہ و تابعین سے استدلال کیا ہے۔ علامہ جصاص اصول فقہ کی اصطلاحات کا بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ آیات قرآنیہ کی بہترین اور کامل تفسیر بیان کرنے کے لیے ایک مفسر کو فقہ و اصول فقہ کا پورا ادراک ہونا ضروری ہے۔ علامہ ایسے فقیہ ہیں جنہوں نے اصول فقہ کے قواعد و ضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے آیات قرآنیہ کی تفسیر کی ہے جو ان کی اس علمی خدمت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ عقل و قیاس کی بات ہو یا اجماع کی، خبر متواتر، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، حقیقت و مجاز، عام و خاص، مجمل و مفصل بہترین طور پر علامہ جصاص کی تفسیر میں نظر آتی ہیں۔ ان سب ہی اصولوں کو وہ اپنی تفسیر میں مسائل کے حل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ علامہ جصاص چونکہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اس لیے انہوں نے احکام القرآن کے ذریعے حنفی مذہب کی ترویج کی ہے۔ ان کا شمار مجتہدین فی المذہب میں ہوتا ہے۔ دوسرے مذاہب جو اس وقت موجود تھے، علامہ ان کی تردید کرتے ہیں۔

بعض اوقات سخت زبان بھی استعمال کرتے ہیں جو علماء کی شان و عظمت پر اثرانداز ہوتی ہے۔ علامہ جصاص آیات قرآنیہ کی وضاحت عام فہم مثالوں کے ذریعے بھی کرتے ہیں۔ روزمرہ زندگی کی مثالوں کے ذریعے آیات قرآنیہ کی تفسیر ایک ماہر مفسر کا اسلوب ہوتا ہے۔ علامہ نے آیات معاملات میں اس اسلوب کو اختیار کرکے تفسیر کو بہترین انداز و اصول پر لکھا ہے۔ اسی طرح عام فہم زبان اور الفاظ بھی استعمال کیے ہیں اور سورتوں کے درمیان ربط برقرار رکھا ہے۔ بلاشبہ اَحکام القرآن ایسی تفسیر ہے جس سے ہر دور کے علماء مستفید ہوئے اور آئندہ بھی ہوسکتے ہیں۔ اس تفسیر نے نہ صرف اس دور بلکہ آئندہ آنے والے علماء کی تفاسیر پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ علامہ جصاص نے جو انداز تفسیر اختیار کیا اس کو عصر حاضر کے بعض علمائے تفسیر نے بھی اپنایا اور قرآن کریم کی تفاسیر لکھیں جن میں علامہ کے اقوال بھی جابجا ملتے ہیں۔ لہٰذا ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ علامہ جصاص کی تفسیر اَحکام القرآن سے استفادہ علماء کرام کے لیے مفید ہے۔ بالخصوص وہ مفسرین جن کا مقصود آیات قرآنیہ میں وارد احکام و مسائل کا استنباط و استخراج ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

[1] القرشی، عبد القادر بن ابی الوفاء، **الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۵ء / ۱۴۳۲ھ) ۵۸۔

Al-qarshī,'abdu'lqādar bin abī al-wafā', *Al-jawāhir al-maḍiyyahfīṭabqāt al-ḥanfiyyah*(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,2005/1432AH)58

؛ عمر رضا کحالہ، **معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیۃ** (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) ۷: ۳

'Umar raḍākaḥālah,*Mu'jimulmuawllifīn*(Beīrūt:dārāḥyā al-turāth al-'arabī, 1376AH/1957)3:7

؛ اللکنوی، محمد عبد الحیٔ، **الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ** (بیروت: شرکۃ دار الارقم بن ابی ارقم، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء) ۲۷

; Al-laknawī, Muḥammad'abdulḥa'ī, *Al-fwā'du al-bahiyyahfītarājim al-ḥanfiyyah*(Beīrūt:shirkahdāralārqam bin abī arqam,1418AH/1998)27

؛ خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی، **تاریخ بغداد أو مدینۃ السلام** (بیروت: دار الکتاب العربی، س۔ن) ۳۱۴: ۴

; Khaṭībbaghdādī,abībakaraḥmad bin 'alī, *Tārīkhbaghdāda'wmadīnah al-salām*(Beīrūt:dār al-kitāb al-'arabī,n.d)4:314

؛ ابن ندیم، **الفہرست** (حقوق الطبعۃ محفوظۃ للمحقق، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) ۲۶۱

; Ibnnadīm, *Al-fahrist*(ḥaqūqalṭab'ahmaḥfūẓah lilmuḥaqqiq,1391AH/1971)261

؛ الداوودی، شمس الدین محمد بن علی، **طبقات المفسرین** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) ۵۶

; Alddā'ūdī, shamsuddīnmuḥammad bin 'alī, *Tabqāt al-mufassīrīn*(Beīrūt:Dār Al-Kutab Al-'Ilmiya,1403AH/1983)56

؛یحییٰ مراد، **معجم تراجم أعلام الفقہاء**(بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)۶۸

; yaḥyāmurād,*Mu'jimtarājima'lām al-fuqah'a*,(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,1425AH/2004)68

؛الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، **سیر أعلام النبلاء**(المکتبۃ التوفیقیۃ، س۔ن)۴۳۹:۱۲

; Al-dhahbī, shams al-dīnmuḥammad bin aḥmad, *Siyar 'a'lām al-nubalā*(al-maktabah al-tawfiqiyyah,n.d)12:439

؛ابن کثیر، أبی الفداء اسماعیل، **البدایۃ والنہایۃ**(بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء)۳۵۷:۱۱

;Ibnkathīr, abī al-fidāismā'īl, *Al-badāīyahwa al-nhāīyah*(Beīrūt:dār al-mʿarifa,1424AH/2003) 11:357

؛نشیمی، عجیل جاسم، **الامام أحمد بن علی الرازی الجصاص**(کویت: دارالقرآن، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)۴۱

; Nashaymī, 'ujīljāsim, *Al-imāmaḥmad bin 'alī al-rāzī, al-jaṣṣāṣ*(kuwayt:dār al-qurān, 1400AH/1980)41.

[2] ذھبی، **سیر أعلام النبلاء**، ۴۳۹:۱۲

Al-dhahbī, *siyar 'a'lām al-nubalā*, 12:439

؛خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، ۳۱۴:۴، ۳۱۵

;Khaţībbaghdādī, *Tārīkh baghdād*,4:314,315

[3] بنی اسرائیل ۱۷: ۳۵

BanīIsrāīl 17:35

[4] التوبہ ۹:۲۹

Al-Tawbah 9:29

[5] البقرۃ ۲:۲۲۲

Al-Baqarah2: 222

[6] الجصاص، أحمد بن علی الرازی، **أحکام القرآن**(بیروت: دارالکتب العلمیۃ، س۔ن)۱۲۹:۳

Al-jaṣṣāṣ, Ahmad bin 'alī Al-rāzī, *Aḥkām al-Qurān*(Beīrūt:dār al-kutabal'ilmiyah,n.d)3:129

[7] النساء ۴:۲۹

Al-Nisā4:29

[8] النساء ۴:۲۹

Al-Nisā4:29

[9] الجصاص، أحکام القرآن،۲:۲۱۶

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,2:216

[10] البقرۃ۲:۲۷۸

Al-Baqarah2:278

[11] الجصاص، احکام القرآن، ۱:۵۷۰

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:570

[12] البقرۃ۲:۲۷۸،۲۷۹

Al-Baqarah2:278,279

[13] الجصاص، احکام القرآن، ۱:۵۷۴

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:574

[14] التوبہ۹:۲۹

Al-Tawbah9:29

[15] احمد بن حنبل شیبانی، **مسند احمد بن حنبل**(بیروت: دارالفکر، س۔ن)۱:۳۶۸

Ahmad bin ḥanbalshaebānī**,** *Masnad Ahmad bin ḥanbal*(Beīrūt:dār al-fikar,n.d)1:368

[16] الجصاص، احکام القرآن، ۳:۱۳۰

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,3:130

[17] البقرۃ۲:۲۶۷

Al-Baqarah2:267

[18] ابن ابی شیبہ، ابی بکر عبداللہ بن محمد، **الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار**(بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۶ھ /۲۰۰۵ء)۶:۳۰۳

IbnAbīSheība,*Al-Muṣannaf***(**Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,1426AH/2005)6:303

[19] بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**(الریاض: مکتبہ دارالسلام، ۱۴۱۹ھ /۱۹۹۹ء)۵۰

Al-Bukhārī,Muḥammad Bin Ismaʿīl, *Al-jāme'Al-Ṣaḥīḥ*(Al-Riyaẓ: maktabahdār al-salām,1419AH/1999)50

[20] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۵۵۴

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:554

[21] البقرہ۲:۲۸۰

Al-Baqarah2:267

[22] بحوالہ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، **موسوعۃ فقہ حضرت علیؓ**(لاہور: ادارہ معارف اسلامی، س۔ن)، ۳۲۵

ḏākṯar,MuḥammadRawāsQil’ajī,*Mawsū’ahfiqahHaḍrat ‘Alī*(Lāhōr:Idārahma’arif al-islāmī,n.d)325

[23] النساء۴:۱۲

Al-Nisā4:12

[24] البیہقی، **سنن الکبریٰ**، ۶:۲۲۴

Al-Beīhiqī, *Sunan al-kubrā*,6/224

[25] البیہقی، **سنن الکبری**، ۶:۲۲۳

Al-Beīhiqī, *Sunan al-kubrā*,6:223

[26] البیہقی، **سنن الکبریٰ**، ۶:۲۲۴

Al-Beīhiqī, *Sunan al-kubrā*,6:224

[27] البیہقی، **سنن الکبریٰ**، ۶:۲۲۵

Al-Beīhiqī, *Sunan al-kubrā*,6:225

[28] الجصاص، **احکام القرآن**، ۲:۱۰۹

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,2:109

[29] النور۲۴:۳۳

Al-Nūr24:33

[30] البیہقی، **سنن الکبریٰ**، ۱۰:۳۲۴

Al-Beīhiqī, *Sunan al-kubrā*,10:324

[31] الجصاص، **احکام القرآن**، ۳:۴۲۱

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,3:421

[32] ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، **لسان العرب**(، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ /۱۹۹۴ء)۳:۶۱

Ibn e Manẓūr,jamāl al-dīnmuḥammad bin mukarram**,** *Lisānal'arab(*Beīrūt:dār al-fikar,1414AH/1994)3:61

؛الرازی، فخر الدین، محمد بن عمر، **التفسیر الکبیر اومفاتیح الغیب**(بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ /۲۰۰۴ء)۳:۲۰۵

;Al-Rāzī,Fakharaldīn,Muḥammad bin 'umar,*Al-tafsīr al-kabīr*(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,1425AH/204)3:205

؛جوھری، ابی نصر اسماعیل بن حماد، **الصحاح**(بیروت: داراحیاء التراث العربی،۱۴۱۹ھ /۱۹۹۹ء)

;Jawhrī,AbīNaṣarIsmā'ī bin ḥammād, *Al-ṣiḥāḥ*(Beirūt:dāraḥyā al-turāth al-'arabī,1419AH/1999)

[33] الحج ۲۲:۵۲

Al-Haj22:52

[34] نشیمی، عجیل جاسم، **الفصول فی الاصول**(کویت: وزارت اوقاف والشئون الاسلامیۃ، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء)۲:۱۹۷

Nashaemī, 'UjīlJāsim, *Al-Faṣūlfīaluṣūl*(kuwaet:wazaratauqāfwa al-shawn al-islāmīah,1414AH/1994)2:197

؛سمرقندی، علاء الدین محمد بن عبد الحمید، **المیزان فی اصول الفقہ**(بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)۲۰۳، ۲۰۴

;Samarqandī, 'alāuddīnmuḥammad bin 'abd al-ḥamīd**,** *Al-mīzānfīuṣūl al-fiqah*(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,1425AH/2004)203,204

[35] البقرۃ ۲:۲۸۲

Al-Baqarah2:282

[36] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۷۲

Al-jaṣṣāṣ**,***Aḥkām al-Qurān*,1:72

[37] البقرۃ ۲:۲۸۲

Al-Baqarah2:282

[38] القرطبی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد، **الجامع لأحکام القرآن المعروف بتفسیر القرطبی**(دارالکاتب العربی، س۔ن)۳:۴۰۳

Al-Qurṭabī, Abī 'abdullahmuḥammad bin aḥmad, *Al-jāme' liaḥkām al-qurān*(dār al-kātib al-'arabī,n.d)3:403

[39] البقرۃ ۲:۲۸۳

Al-Baqarah2:282

[40] البقرۃ ۲:۲۸۳

Al-Baqarah2:283

[41] قرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، ۳:۴۰۴

Al-Qurṭabī, *Al-jāme' liaḥkām al-qurān*,3/404

[42] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۵۸۴

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:584

[43] البقرۃ۲:۲۷۵

Al-Baqarah2:275

[44] الجصاص، **احکام القرآن**،۱:۵۶۸

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:568

[45] البقرۃ۲:۲۸۰

Al-Baqarah2:280

[46] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۵۷۳، ۵۷۴

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:573,574

[47] البقرۃ۲:۲۸۲

Al-Baqarah2:282

[48] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۶۰۲

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:602

[49] الجصاص، **احکام القرآن**، ۱:۶۰۲

Al-jaṣṣāṣ,*Aḥkām al-Qurān*,1:602

[50] ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ،۲۰۰۸ء)۴:۸۰

Dhahabī,shams al-dīnmuḥammad bin aḥmad, *mīzān al-a'tdālfīnaqd al-rijāl*(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,2008)4:80

[51] ذھبی، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، ۴/ ۸۰

Dhahabī,*mīzān al-a'tdālfīnaqd al-rijāl*,4:80

[52] ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی، **تہذیب التہذیب فی رجال الحدیث** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ /۲۰۰۴ء) ۳:۴۴۵

Ibn e ḥajar al-'asqalānī, Abū al-faḍalaḥmad bin 'alī, *Tahzīb al-tahzībfīrijāl al-ḥadith*(Beīrūt:dār al-kutab al-'ilmiyah,1425AH/2004)3:445

؛ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **تقریب التہذیب**(قاہرہ: دارالحدیث، ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء)۳۲۵

Ibn e ḥajar al-'asqalānī,Aḥmad bin 'alī**,** *Taqrīb al-tahzīb*(Qāhirah:dār al-ḥadith,1430AH/ 2009)325

[53] ابن حجر العسقلانی، **تہذیب التہذیب**،۳:۴۴۶

Ibn e ḥajar al-'asqalānī,*Tahzīb al-tahzīb*,3:446

[54] البقرة۲:۲۸۰

Al-Baqarah2:280

[55] سحنون بن سعید الطنوخی، **المدونۃ الکبریٰ**(المطبعۃ الخیریۃ، ۱۳۲۴ھ)۴:۱۰۵

saḥnūn bin al-ţanawkhī, *Al-mudawwanah al-kubrā*(al-maţb'ah al-kherīah,1324AH)4/105

[56] شافعی، ابی عبداللہ محمد بن ادریس، **موسوعۃ الام**(دارالشرق،۱۳۸۸ھ /۱۹۶۸ء)۲:۳۲۳

Shāfi'ī,Abī 'abdullahmuḥammad bin idrīs, *Mawsū'ah al-um*(dār al-sharq, 1388AH/1968)2:323

[57] کاسانی، علاءالدین ابی بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**(بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۳۹۴ھ /۱۹۷۴ء)۴:۲۹

Kāsānī,'alāuddīnabībakar bin mas'ūd**,** *Badāi' al-ṣanāi' fītartīb al-sharāi'*(Beirūt:dār al-kitāb al-'arabī,1394AH/1974)4:29

[58] البقرة۲:۲۸۰

Al-Baqarah2:280

[59] النساء۴:۵۸

Al-Nisā4:58

[60] ابراہیم البغدادی، علاءالدین علی بن محمد، **التفسیر الخازن**(مصر: المکتبۃ النجاریۃ الکبری، س۔ن)۱:۲۵۴

Ibrāhīm al-baghdādī, 'alāuddīn;alī bin muḥammad, *Al-tafsīr al-khāzan*(Miṣar:al-maktabah al-najāriyah al-kubrā,n.d)1:2

[61] الجصاص، **احکام القرآن**،۱:۵۷۸

Al-jaṣṣāṣ**,***Aḥkām al-Qurān*,1:578

[62] النور ۲۴:۳۳

Al-Nūr24:33

[63] القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، ۱۲:۲۵۴

Al-Qurţabī, *Al-jāme' liaḥkām al-qurān*,12:254

؛شیبانی، محمد بن الحسن، کتاب الآثار (کراچی: ادارۃ القرآن وعلوم اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ)۱۴۹

;Shaebānī, muḥammad bin al-ḥasan, *Kitāb al-āthār*(karāhī:idārāh al-qurānwa 'ulūm islāmīyah,1407AH)149

[64] القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، ۱۲:۲۵۴

Al-Qurţabī, *Al-jāme' liaḥkām al-qurān*,12:254

[65] ہاشم جمیل عبد اللہ، **فقہ الامام سعید بن المسیب**(عراق: احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۷۵ء)۵:۲۴۶

Hāshimjamīl 'abdullah**,** *Fiqah al-imāmsa'īd bin al-musayyab*(Irāq:aḥyā al-turāth al-islāmī,1975)5:246

[66] ہاشم جمیل عبد اللہ، **فقہ الامام سعید بن المسیب**، ۵:۲۴۶

Hāshimjamīl 'abdullah, *Fiqah al-imāmsa'īd bin al-musayyab*,5:246

[67] الجصاص، **احکام القرآن**، ۳:۴۲۱

Al-jaṣṣāṣ**,***Aḥkām al-Qurān*,3:421

[68] البقرۃ ۲:۲۸۲

Al-Baqarah2:282

[69] ابوحیان الاندلسی، اثیر الدین ابی عبد اللہ محمد بن یوسف، **التفسیر الکبیر المسمی بالبحر المحیط**، (، ریاض: مکتبۃ النصر الحدیث، س۔ن) ۲:۳۴۸

Abūḥayān al-andulasī, athīraldīnabī 'abdullahmuḥammad bin yūsaf, *Al-tafsīr al-kabīr*(Riyāẓ:maktabah al-naṣar al-ḥadith,n.d)2:348

[70] ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالوحید، **شرح فتح القدیر علی الھدایۃ**(، مصر:مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۸۹ھ /۱۹۷۰ء) ۷:۳۷۸

Ibn e Hamām, kamāl al-dīnmuḥammad bin ʻabd al-waḥīd, *sharaḥftḥ al-qadīr ʻlā al-hadāīyah*(miṣar:Mustafā al-bābī al-ḥalbī,1389AH/1970)7:378

[71] ابوحیان الاندلسی، **البحر المحیط**،۲:۳۴۸

Abūḥyān al-andulasī, *Al-baḥar al-muḥīṭ*,2:348

[72] سحنون، **المدونۃ الکبریٰ**،۴:۱۰۴

Saḥnūn, *Al-mudawwanah al-kubrā*,4:104